مظلومیٔ حسینؑ کی پر درد داستاں   سوکھے ہوئے لبوں پہ وہ اینٹھی ہوئی زباں
قربانیوں کا راز لئے بند مٹھّیاں   انسانیت کے ظرف پہ اک نقد جاوداں
خاموشیوں میں روح تکلم لئے ہوئے
ناوک گلے پہ لب پہ تبسم لئے ہوئے

وہ وقت جبکہ دل کا سنبھلنا محال تھا   اس وقت بھی خلوص رہا فرض آشنا
قبر پسر بنا کے اٹھے ہیں شہ ہدا   دیکھے تو کوئی صبر و تحمل حسینؑ کا
بے دفن ہیں عزیزوں کے لاشے پڑے ہوئے
بے شیر کی لحد پہ ہیں ساکت کھڑے ہوئے

بانوؔ خلوص عزم شہادت تو دیکھئے   تکمیل عہد حق کی لطافت تو دیکھئے
قربانیوں کی آخری صورت تو دیکھئے   بچہ کے خوں کی رخ پہ امانت تو دیکھئے
درد و غم و ملال سراپا ہوئے حسینؑ
آیا جو وقت عصر تو تنہا ہوئے حسینؑ

●●●

www.emarsiya.com

باب نہم

عصر کربلا

پہنچا بہ حد عصر جو امکان کربلا

کل بند : ۵۱ بند

تاریخ : ۶ر جنوری ۱۹۷۰ء

محل : بٹلر پیلس کالونی۔ لکھنؤ

عصر کربلا

پہنچا بہ حد عصر جو امکان کربلا — گلشن بنا وفا کا بیابان کربلا
چھوٹے بڑے وہ آیۂ قرآنِ کربلا — وہ دین زیر سایہ دامان کربلا
خیرہ نگاہ جن و ملک کی قطار ہے
انسان کا کمالِ شرف آشکار ہے

اب تک شرف تصرف محسوس حق کا تھا — یعنی وہ امتیاز جسے کہیئے معجزہ
معیار تھا یہ اوج نبیؐ و رسولؐ کا — یعنی خدا کو مان کے سمجھو بشر ہے کیا
بدلا ہے کربلا نے شعور و نگاہ کو
اب آدمی کو دیکھ کے سمجھو اللہ کو

لاشوں کے درمیان کھڑے ہیں امام دیں — یا پیکر بشر میں مجسم ہے خود یقیں
اٹھی نشان چھوڑ کے سجدے کا یہ جبیں — یا نقش معرفت ہے ابھارے ہوئے زمیں
یہ کربلا شعور کا اعلان عام ہے
یعنی جلالت بشریت کا نام ہے

اک منظر کمال خلوص وفا ہے یہ — اک دفتر عروج حصول رضا ہے یہ
امکان زندگی کی حد انتہا ہے یہ — ہاں معجزہ نہ کہیئے اسے کربلا ہے یہ
جو منزلیں رسولؐ کی تھیں یا امامؑ کی
وہ منزلیں ہیں بس میں اب افراد عام کی

www.emarsiya.com

افراد جن کو دین کی حرمت کہے سلام   جن کو خلوص عزم شہادت کہے سلام
جن کو شعور خاص امامت کہے سلام   جن کو زبان حضرت حجتؑ کہے سلام
امکان یقین حق کا ہیں حق الیقیں کے بعد
یہ دین کا کمال ہیں تکمیل دیں کے بعد

حیرت فزائے ہوشِ خرد بن گئے ہیں سب   اپنے چلن سے دیں کی سند بن گئے ہیں سب
اوجِ بشر کی آخری حد بن گئے ہیں سب   جاہ و جلال عمرِ ابد بن گئے ہیں سب
غازہ ہے گرد پا رخ زیبائے موت کا
حق معجزہ ہے ان کی تمنائے موت کا

شان وفا کہ جس پہ محبت نثار ہے   عہد وفا خلوص مودّت مدار ہے
عزم وعمل کہ دین کا جو افتخار ہے   جو رخ ہے فیض وفضل کا بس شاہکار ہے
چھوٹے بڑے ہیں خون میں غلطاں پڑے ہوئے
تنہا حسینؑ جھوم رہے ہیں کھڑے ہوئے

صد مرحبا امام کی نظروں کو آفریں   اس انتخاب خاص پہ نازاں ہے روح دیں
ہوتے ہیں ایسے سیرت اسلام کے امیں   یہ خاک کربلا پہ بہتر جسد نہیں
دیں کا کوئی سکوں ہے کوئی حق کا چین ہے
اپنی جگہ پہ جو ہے وہ گویا حسینؑ ہے

عزم وعمل میں صبر کی رفتار میں حسینؑ   شان سکوت شیوۂ گفتار میں حسینؑ
توفیق حق طہارت معیار میں حسینؑ   اقرار میں حسینؑ ہیں انکار میں حسینؑ
روحِ علیؑ ہیں قلب پیمبرؐ کا چین ہیں
جن پہ فدا حسینؑ رہے وہ حسینؑ ہیں

انصار ہوں کہ ہوں وہ عزیزان با صفا   جو ان میں ہے خلوص عمل کا ہے معجزا
رستے کا اعتبار ہیں، رہبر کا آئینہ   کیا خاص شان اس کی ہے یہ جس پہ تھے فدا
جو عصر کربلا کی ہے تکمیل دیکھئے
اب اس حسینؑ کو بھی بہ تفصیل دیکھئے

www.emarsiya.com

جو سینۂ ولا کی ہے تاکید وہ حسینؑ   جو ہے نفاق وجہل کی تردید وہ حسینؑ
جو دین کا ہے منظر تجدید وہ حسینؑ   بدر و حنین جسکی ہیں تمہید وہ حسینؑ
بنیاد ڈھائی جس نے نفاق و فساد کی
تکمیل کی نبیؐ و علیؑ کے جہاد کی

جس کا جہان قلب پہ ہے راج وہ حسینؑ   انسانیت کی جس نے رکھی لاج وہ حسینؑ
ہے جسکے سر پہ مصطفوی تاج وہ حسینؑ   جو اعتبار دیں کی ہے معراج وہ حسینؑ
جسکے جلو میں خلد بریں کا شباب ہے
جو دین حق کا تکملۂ انقلاب ہے

جو ذمہ دار دین وشریعت ہے وہ حسینؑ   جو شاہکار عزم شہادت ہے وہ حسینؑ
جو اعتبار نظم رسالت ہے وہ حسینؑ   جو ذمہ دار امر مشیت ہے وہ حسینؑ
منصوص رہبری کا جو اوج کمال ہے
جو پیکر بشر میں خدا کا جلال ہے

جو حق کی مملکت کا ہے سلطان وہ حسینؑ   تبلیغ امر حق کی جو ہے شان وہ حسینؑ
جو پیکر بشر میں ہے قرآن وہ حسینؑ   جو خلق پر خدا کا ہے احسان وہ حسینؑ
جو مرکز نگاہ مسلمان و گبر ہے
جو اعتبار مصرف شمشیر و صبر ہے

ایمان جس سے ربط محبت ہے وہ حسینؑ   اخلاص جس سے حسن عقیدت ہے وہ حسینؑ
اسلام جس کا اجر رسالت ہے وہ حسینؑ   قرآن جسکا منظر سیرت ہے وہ حسینؑ
تصویر آیتوں کے محلّ نزول کی
معراج تربیت جسے کہئے رسولؐ کی

ہے جس سے آدم و بنی آدم کی برتری   جادے کا اعتبار بنی جسکی رہبری
تکتا ہے جسکے منھ کو وقار پیمبری   دنیائے صبر وشکر میں ہے جسکی داوری
جس نے بڑھائی شان عمل سے خیال کی
امکان کے سفر میں جو حد ہے محال کی

جس کے سکوت میں ہیں مسیحی صداقتیں　　جس کے کلام میں ہے کلیمی حرارتیں
جس کے شعار میں ہیں ذبیحی اطاعتیں　　جسکے شعور میں ہے خلیلی لطافتیں
شعلوں میں آگ کے جو گلِ حق نواز ہے
جو فخرِ کائنات پیمبرؐ کا ناز ہے

جسکی نظر میں ظلم سے رشتہ حرام تھا　　جو آج بھی امام ہے کل بھی امام تھا
کردار ساز جسکا سکوت و کلام تھا　　جو حُر کی انقلابِ طبیعت کا نام تھا
انسان اپنے درد کے قابل بنا دئے
جس نے نئے دماغ نئے دل بنا دئے

صبر و ثبات و ضبط و تحمل سرور و نور　　عزم و عمل، توازنِ فکر و نظر شعور
اوجِ بشر کے جتنے بھی رخ ہیں قریب و دور　　ہر رخ کا ہے حسینؑ کے کردار میں ظہور
''اللہ'' جیسے نام ہے حق کے جلال کا
یوں ہے ''حسینؑ'' نام بشر کے کمال کا

یہ نام اب شرف ہے نظامِ رسولؐ کا　　یہ نام اعتبار ہے دیں کے اصول کا
اعلان ہے شکستِ ظلوم و جہول کا　　یہ نام امتیاز ہے حسنِ قبول کا
یہ نام ہر وقار کا معیار بن کے ہے
یہ نام اب حیات کا شہکار بن کے ہے

مجبوریوں میں معرکۂ اختیار ہے　　محرومیوں میں فکر و عمل کا وقار ہے
مایوسیوں میں عزم کا فیضان کار ہے　　اس نام سے جلالتِ حق آشکار ہے
عزت کی زندگی کا سہارا حسینؑ ہے
ہر دور کہہ رہا ہے ہمارا حسینؑ ہے

قلت کا اضطرار کہ کثرت کا کرّ و فر　　تحریک صبر وضبط کہ ترغیب زور و زر
نظمِ خیال، ہوشِ عمل ، شیوۂ نظر　　پیکار زندگی میں کسی بھی محاذ پر
رخ ہے یزیدیت کی دوامی شکست کا
یہ نام اب نشان ہے ہر حق پرست کا

www.emarsiya.com

اب صرف مجتبیٰؑ کا برادر نہیں حسینؑ　　اب صرف شیرِ حق کا غضنفر نہیں حسینؑ
بس اب فقط بتولؑ کا دلبر نہیں حسینؑ　　اب صرف مصطفیٰؐ کا گلِ تر نہیں حسینؑ
انسان کا نشان شرافت حسینؑ ہے
اب نام ہی نہیں ہے علامت حسینؑ ہے

انسان کا جمال شرافت وقار دیں　　عرفان کا خلوص نظر جلوۂ یقیں
توقیر عرش، نظم جہاں، جوہر زمیں　　سب کچھ ہے یہ، حسینؑ فقط نام اب نہیں
وابستۂ حسینؑ یہ کل کائنات ہے
سب کچھ حسینؑ تا بہ حد ممکنات ہے

گل ہوں شعور کے کہ چمن ہو شعار کا　　گلزار ہو شرف کا کہ گلشن وقار کا
ہو ذکر اب حیات کے جس لالہ زار کا　　اب جس روش پہ پھول کھلے اعتبار کا
احساس ہو کہ یہ نہ ہو احساس دوستو
مہکے ہوئے اسی کے ہیں انفاس دوستو

دل بھی حیات کا ہے وہیں ہے جدھر حسینؑ　　ہر سعیٔ حق کا معرکۂ معتبر حسینؑ
ہے حق نما و حق طلب و حق نگر حسینؑ　　دیں کی دعا حسینؑ دعا کا اثر حسینؑ
اخلاص بندگی میں بشر کا وقار ہے
سجدے کی رفعتوں میں خدا اعتبار ہے

آغاز کو جلالت انجام دے گیا　　جوشِ عمل کو غیرت اسلام دے گیا
کیا جاوداں حیات کا پیغام دے گیا　　مظلومیت کو جوہر اقدام دے گیا
بدلے عمل کے ڈھنگ ارادے بدل دئے
وہ جس نے ذکر و فکر کے جادے بدل دئے

اب کوئی بے علم ہو یہاں یا علم بدوش　　تنظیم کی تڑپ ہو کہ تہذیب کا خروش
حیرت نگاہ چشم ہو، یا گوشِ حق نیوش　　ہوں زاہدان خشک کہ رندان بادہ نوش
تو جس جگہ نہیں ہے اندھیرا ہے اے حسینؑ
جو صاحب ضمیر ہے تیرا ہے اے حسینؑ

اصغر کے خوں سے دین کے رخ کو وہ دی ہے آب   قرآن جیسے بن کے ہو قرآن کا جواب
اکبرؑ کو لا کے سامنے تو نے بہ انتخاب   پھر سے دیا ہے دین کو پیغمبری شباب
کڑیل جوان بھائی کی فرقت قبول کی
جس نے بجھائی پیاس فروع و اصول کی

توقیر آل پاک بہ تفسیر ”کلنا“   تکرار اوج کی یہ تسلسل صفات کا
کوئی علیؑ ہوا تو محمدؐ کوئی ہوا   لیکن وقار خاص ترا شاہِ کربلا
آلِ نبیؐ میں بھی نہ ہوا پھر کوئی حسینؑ
ہے کربلا جو ایک تو ہے ایک ہی حسینؑ

تھی کیا مہیب صبح سے تا عصر کربلا   لاش ایک لائے اذنِ وغا ایک کو دیا
کیسا کفن جہاں پہ نہ امکاں ہو دفن کا   کنبہ ہے خاک و خون میں غلطاں پڑا ہوا
تیروں کی زد میں جھولے کے ساکن بھی آچکے
شبیرؑ کربلا کو یہاں تک تو لا چکے

عرفان حق کے جذبۂ بیدار کی ہے بات   اخلاص عزم جرأت ایثار کی ہے بات
جوش عمل کی عظمتِ کردار کی ہے بات   بیعت کی بات قوت انکار کی ہے بات
چلّو میں خوں ہے اصغر عالی صفات کا
شبیرؑ وزن دیکھتے ہیں اپنی بات کا

بچہ کے قتل پر تھا وہ افراط درد و غم   آگے کبھی بڑھے کبھی پیچھے ہٹے قدم
ٹکڑے ہے دل پہ مرضیٔ مولا میں سر ہے خم   آواز دے رہا ہے یہ کردار کا حشم
تربت کی نذر نور نظر کر چکے حسینؑ
لو کربلا کی جنگ کو سر کر چکے حسینؑ

سب پارہ پارہ لاش برادر ہے سامنے   پامال جسم دلبر شبرؑ ہے سامنے
اکبرؑ کی لاش تربت اصغر ہے سامنے   آغوش میں اجل کی بھرا گھر ہے سامنے
نقش وفا نظر میں ہیں نزدیک و دور کے
اک اک جری کا نام ہے لب پر حضور کے

www.emarsiya.com

ہانی کا نام ہے کبھی مسلم کا نام ہے   اہل وفا کے لاشوں سے گاہے کلام ہے
حسرت بھری نظر کبھی سوئے خیام ہے   فضہ کا نام لے کے لبوں پر سلام ہے
خلق نبیؐ کی شان دکھا دی حسینؑ نے
دین و یقیں کی بات بنا دی حسینؑ نے

نالہ کنا فضا ہے ہوا کر رہی ہے بین   ہر سو بپا ہے بزم عناصر میں شور شین
کہتا ہے بڑھ کے عزم شہنشاہِ مشرقین   اے عصر کربلا ہے سبکبار اب حسینؑ
ہے اضطراب ذہن نہ کچھ فکر و غور ہے
بس اپنا سر کٹانے کی اک بات اور ہے

کچھ این و آں کی فکر نہ ہے خوف بیش و کم   ہیں فرض کی پکار پہ شبیرؑ کے قدم
مظلومیت کا دید کے قابل ہے یہ حشم   عزمِ جہادِ حیدر کرارؑ کی قسم
ہر سانس درد و غم کا دہکتا شرار ہے
تیور سے پھر بھی شان علیؑ آشکار ہے

قاسمؑ کا رنج دل کی توانائی لے گیا   سب زور بازوؤں کا جواں بھائی لے گیا
اکبرؑ کا داغ آنکھوں کی بینائی لے گیا   اصغرؑ کا درد تابِ شکیبائی لے گیا
اس حال میں ہیں عازم پیکار دیکھئے
ہاں دین کے جہاد کا معیار دیکھئے

ہے پارہ پارہ قلب پہ مایوسیوں کا بار   لاشیں وہ اقربا کی ہیں یا موت کی حصار
وہ اضطرارِ وقت تحمّل کا وہ وقار   کھینچی وہ ذوالفقار کے وارث نے ذوالفقار
خیبر کا عزم بڑھ کے جبیں چومنے لگا
جوشِ جہادِ بدر و احد جھومنے لگا

کہتا ہے بڑھ کے جعفر و حمزہ کا عزم کار   اے ہاشمی جلال تری شان کے نثار
جوش جہاد، ہوش عمل، ضبط کارزار   جھوما بہ فخر حیدرؑ کرار کا وقار
اٹھا جو دست پاک صفوں کی صفائی کو
مڑ مڑ کے ذوالفقار نے دیکھا کلائی کو

تکمیلِ ہر جہاد ہے، یہ حق کی کارزار   ہے یہ جہادِ عصر جہادوں کا شاہکار
ہاں اے علیؑ کی تیغ خبر دار ہوشیار   قسمت میں اب ہے تیرے قیامت کا انتظار
لاسیف کی ہو زیرِ فلک پھر پکار آج
ہاں حوصلے نکال لے اے ذوالفقار آج

اے ذوالفقار آج تری آنکھ کے تلے   شہ سے چھٹے ہیں قاسمؑ و اکبرؑ سے من چلے
وہ وقتِ ذبحِ عونؑ و محمدؑ کے حوصلے   جھیلے ہیں تو نے آج قیامت کے مرحلے
اک بے‌زبان بچے کا مرقد بنا یا ہے
پیاسے نے آبِ صبر میں تجھ کو بجھا یا ہے

تو رو چکی ہے آج علمدار کے لئے   نسلِ عقیل و جعفرِ طیار کے لئے
رونا پڑا ہے اکبرِ جرار کے لئے   روئی ہے تو رباب کے دلدار کے لئے
شبیرؑ کے لئے بھی نہ رونا پڑے کہیں
محبوبِ فاطمہؑ سے نہ ہونا پڑے کہیں

وہ الاماں کا شور اٹھا اے علیؑ کی تیغ   بدلا رُخِ امامِ ہدا اے علیؑ کی تیغ
چلتا ہوا وہ ہاتھ رکا اے علیؑ کی تیغ   پلٹے وہ بانیانِ دغا اے علیؑ کی تیغ
آندھی سیاہ عالمِ امکاں پہ چھا گئی
تو آئی نیام میں کہ قیامت ہی آگئی

تیغ و سپر کے وار ہیں اور جانِ مصطفیٰؐ   زخموں سے جسم زار و حزیں چور ہو گیا
ناوک گلے پہ گرزِ گراں فرق پر پڑا   گھوڑے پہ اب سنبھل نہیں سکتے شہِ ہدا
لو باگ ذوالجناح کی ہاتھوں سے چھوٹ گئی
کھیتی بتولؑ پاک کی جنگل میں لٹ گئی

سارے جہاد و صبر کے طے کر کے مرحلے   تیورا کے خاکِ گرم پہ شبیرؑ گر پڑے
طاقت نہیں ہے جسم میں لیکن یہ ولولے   اک کربِ بے پناہ تھا پر قبلہ رو ہوئے
دورِ زمین و دورِ زماں جیسے رک گیا
سجدے میں شکر کے سرِ شبیرؑ جھک گیا

www.emarsiya.com

یہ خوں سے تر بہ تر ہیں امام فلک مقام   یا سرخرو ہے حکمتِ تبلیغ کا نظام
معبود کا وہ اوج یہ بندے کا احترام   آئے بھی ہیں پیام گئے بھی ہیں کچھ پیام
کس کو خبر کہ ناز کدھر کیا نیاز ہے
سجدے میں سر ہے عرشِ بریں پر نماز ہے

ہے اس خلوص و شکر کے عالم میں بندگی   جیسے کہ تیر پاؤں میں اور سجدے میں علیؑ
پھیلی ہے کامرانی مقصد کی روشنی   سجدے میں سر ہے حلق پہ ہے خنجرِ شقی
کون و مکاں کا غم سے کلیجہ الٹ گیا
زینبؑ کے سامنے سرِ شبیرؑ کٹ گیا

آندھی سیاہ اٹھی ہے مقتل میں چار سو   تاریکئ مہیب ہے سورج کے روبرو
روتے ہیں سنگِ سخت کے دل درد سے لہو   چکرا گئی ہے عالمِ امکاں کی آبرو
منھ دیکھتا ہے وعدۂ محشر حسینؑ کا
نیزہ پہ آفتاب ہے یا سر حسینؑ کا

نیزے پہ ہے بلند یہ سبطِ نبیؐ کا سر   یا دین کے جلال کا ہے اوجِ معتبر
یہ سر نہیں ہے جادۂ حق کا ہے راہبر   یہ سر نہیں ہے دین ہے قربان دین پر
یہ سر نہیں ہے عظمتِ ایماں بلند ہے
یہ سر نہیں ہے جو ہر قرآں بلند ہے

اب تا بہ حشر شکر کے سجدے ہیں اور یہ سر   یہ سر کبھی تھا گود میں زہراؑ کی جلوہ گر
آغوش میں علیؑ کی رہا ہے یہ بیشتر   یہ سر کبھی تھا زانوئے پاکِ رسولؐ پر
بانوؔ نفاقِ وقت کی تصویر دیکھئے
نیزے پہ آج ہے سرِ شبیرؑ دیکھئے

●●●